AL-MISBAH
RESEARCH JOURNAL

Al-Misbah, **Vol. 3, No. 1**(2023),41-50
https://almisbah.info/

صلح حدیبیہ کے واقعات کا مصادر سیرت وحدیث کی روشنی میں جائزہ

A REVIEW OF HUDAYBIYA IN THE LIGHT OF SOURCES OF BIOGRAPHY AND HADITH

*Nouman Khalid

**Dr. Majid Rashid

Abstract

The article examines the historical events of Hudaybiya in light of the Prophet's biography and hadith sources. The author begins by going through the backdrop of the incident, including the events that led to the Treaty of Hudaybiya between the Muslims and the Meccans. The author then contrasts the details of the incident described by various researchers by looking at various accounts of the event from biographical sources. The article also examines the hadith pertaining to Hudaybiya, including accounts of the Prophet Muhammad's dream about entering Mecca in peace. The author comes to a conclusion by discussing the event's significance and its effects on the early Muslim community. This event of *Hudaybiyah* has been described in great detail by biographers and scholars. Since a distinction has been made between biographical and hadith copying and preservation, more caution and sensitivity has been used in copying hadith compared to biographical writing, so there was a need for a comparative review of selected sources of hadith and biographical traditions on this subject. In this article, traditions related to *Hudaybiyyah* will be reviewed in the light of the sources of biography and hadith.

Key Words: Seerah, *Hudaybiyah*, Biography, Personality.

تعارف موضوع اور اہمیت

628ء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مکہ والوں کے درمیان معاہدہ حدیبیہ طے پایا جو کہ تاریخ اسلام کا ایک اہم واقعہ ہے۔اس تحقیقی مضمون میں ہم سیرت اور احادیث کے مآخذ کی روشنی میں معاہدہ حدیبیہ کا جائزہ لیں گے۔ سیرت اور حدیث کے ماخذ اسلام کی ابتدائی تاریخ کو سمجھنے کے لیے بہت اہم ہیں، کیونکہ یہ پیغمبر کی زندگی، اسلام کے ظہور اور پھیلاؤ کے ارد گرد کے واقعات اور ابتدائی مسلمانوں کے عقائد اور طریقوں کے بارے میں قیمتی بصیرت فراہم کرتے ہیں۔ معاہدہ حدیبیہ سیرت لٹریچر اور احادیث کے مجموعوں

* Research Scholar M. Phil (Islamic Studies), Khwaja Fareed University of Engineering & Information Technology (KFUEIT), Rahim Yar Khan.

** Khwaja Fareed University of Engineering & Information Technology (KFUEIT), Rahim Yar Khan

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

سمیت متعدد معتبر ذرائع سے مستند ہے۔ یہ ذرائع معاہدے، اس کے مواد اور اس کے بعد کے واقعات کے مختلف اکاؤنٹس پیش کرتے ہیں، اور یہ بہت زیادہ علمی تجزیہ اور تشریح کا موضوع رہے ہیں۔

سیرت اور احادیث کے مآخذ کی روشنی میں معاہدہ حدیبیہ کا جائزہ لے کر ہمارا مقصد اسلامی تاریخ کے اس اہم واقعہ کی جامع تفہیم فراہم کرنا ہے۔ خاص طور پر، ہم اس سیاسی اور سماجی تناظر کا جائزہ لیں گے جس میں اس معاہدے پر دستخط کیے گئے، اس پر دستخط ہونے تک ہونے والے مذاکرات، خود معاہدے کی شرائط، اور دونوں صحابہ کرام اور مسلمانوں کی بعد کی نسلوں کے رد عمل کا جائزہ لیں گے۔ ہم ابتدائی اسلامی ریاست پر اس کے اثرات، عصری اسلامی گفتگو سے اس کی مطابقت اور اس کے وسیع تر تاریخی اور جغرافیائی سیاسی اثرات کے حوالے سے بھی اس معاہدے کی اہمیت کا جائزہ لیں گے۔ مجموعی طور پر، یہ تحقیقی مضمون معاہدہ حدیبیہ اور اسلامی تاریخ میں اس کے مقام کے بارے میں گہرا تفہیم فراہم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ سیرت اور حدیث کے بنیادی ماخذ کا جائزہ لینے سے، ہم اس واقعہ کی پیچیدگیوں پر روشنی ڈالنے اور دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے اس کی جاری اہمیت کے بارے میں بصیرت فراہم کرنے کی امید کرتے ہیں۔

سابقہ تحقیقات کا جائزہ

- زیادہ تر محدثین کا رواج یہ ہے کہ تمام غزوات کو ایک باب میں تقسیم کیا جائے۔ تاہم، موسموں کو عام طور پر الگ کیا جاتا ہے. اسی طرح سیرت نگاروں نے بھی یہی طریقہ اختیار کرتے ہوئے تمام غزوات کو غزوات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے مرتب کیا ہے۔ تاہم بعض سوانح نگاروں نے اس موضوع پر الگ الگ کتابیں وقف کی ہیں۔ ان میں سے کچھ کاموں کا مختصر تعارف ذیل میں دیا جا رہا ہے۔
- •صالح حدیبیہ محمد احمد بشمیل، نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی، دسمبر ۱۹۸۴۔ یہ کتاب عربی میں ہے اور اس کا اردو میں ترجمہ اختر فتح پوری نے کیا ہے۔ مصنف نے تمام واقعات کو بیان کرتے ہوئے اسلام کی لڑائیوں پر ایک سلسلہ شروع کیا ہے۔ سوانح نگاروں کے واقعات کی تفصیلات پر زور دینے کے انداز کو مدنظر رکھتے ہوئے مصنف نے تمام واقعات کو شامل کیا ہے، چاہے ان کی صداقت کچھ بھی ہو۔

اس کے علاوہ اس عنوان پر لکھے گئے آرٹیکل میں سے چند کا تعارف ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

- صلح حدیبیہ: پر امن نبوی سیاست کا تاریخ ساز اقدام۔[1]

نبی پاک ﷺ کا سفر حدیبیہ: منتخب مصادر سیرت وحدیث کی روشنی میں

ابن ہشام ؒ صلح حدیبیہ کے اس سفر کو ابن اسحاق کی اس روایت سے شروع کرتے ہیں:

"قال ابن اسحاق : ثم اقام رسول اللہ ﷺ بالمدینہ شہر رمضان وشوالاً وخرج فی ذی القعدة معتمراً، لایرید حرباً"[2]

"ابن ہشامؒ نے اس عبارت میں ابن اسحاق سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ذی قعدہ میں عمرہ کرنے کی نیت سے مدینہ سے نکلے۔ رسول اللہ ﷺ کا لڑائی کا کوئی ارادہ نہ تھا۔"

ابن سعدؒ الطبقات الکبریٰ میں اس واقعے کو ان الفاظ کے ساتھ شروع فرماتے ہیں۔

"ثم غزوة رسول اللہ ﷺ الحدیبیہ ،خرج للعمرة فی ذی القعدة سنة ست من مہاجرہ------"[3]

"پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الحدیبیہ پر حملہ کیا، اور آپ اپنی ہجرت کے چھٹے سال ذوالقعدہ میں اپنی جان بچانے کے لیے نکلے۔

ابن سعد رسول اللہ ﷺ کے عمرے کے لیے روانگی کو بیان فرماتے ہیں کہ سن چھ ہجری میں نبی پاک ﷺ عمرہ کی نیت سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو اپنے ارادے سے آگاہ کیا تو صحابہ کرام نے بہت جلدی تیاری مکمل کرلی۔ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر تشریف لے گئے اور غسل فرما کر کپڑے پہنے اور اپنی اونٹنی جس کا نام قصواء تھا اس پر بیٹھ کر روانہ ہوئے۔

علامہ حلبیؒ نے آپ ﷺ کے خواب مبارک کو اس سفر کی وجہ قرار دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"قال و سببہا انہ رسول اللہ ﷺ رأی فی النوم انہ دخل مکہ ھو و اصحابہ"[4]

اس نے کہا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ اور آپ کے ساتھی مکہ میں داخل ہوئے ہیں۔

منتخب مصادر سیرت میں سے صرف سیرت حلبیہ میں ہی اس خواب کا ذکر ہے اس کے علاوہ دیگر حضرات نے اس خواب کو ذکر نہیں کیا۔ البتہ تفسیر ابن کثیر میں علامہ کثیرؒ نے سورۃ فتح کی آیت میں تحریر کرتے ہیں:

"لَّقَدۡ صَدَقَ ٱللَّهُ رَسُولَهُ ٱلرُّءۡيَا بِٱلۡحَقِّ لَتَدۡخُلُنَّ ٱلۡمَسۡجِدَ ٱلۡحَرَامَ إِن شَآءَ ٱللَّهُ ءَامِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمۡ وَمُقَصِّرِينَ"--.[5]

"خدا نے اپنے رسول کے خواب کو سچا ثابت کر دیا ہے، تاکہ تم مسجد حرام میں داخل ہو جاؤ، ان شاء اللہ، سلامتی سے، اپنے سر منڈوائے اور چھوٹے کرکے۔"

درج بالا عبارت کے ضمن میں مزید تحریر کرتے ہیں:

"کان رسول الله ﷺقد أُرِی فی المنام انه دخل مكة و طاف بالبيت"۔٦

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا گیا کہ آپ مکہ میں داخل ہوئے اور بیت اللہ کا طواف کیا۔"

اس عبارت میں علامہ ابن کثیرؒ اس خواب کو ذکر فرماتے ہیں جو ماقبل بیان ہو چکا ہے۔ مصادر احادیث میں بھی اس خواب کا ذکر کسی مصدر میں موجود نہیں۔

علامہ انور شاہ کاشمیری رحمہ اللہ اس خواب کے بارے میں تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ خواب آپؐ نے مدینہ میں نہیں بلکہ حدیبیہ میں اس موقع پر دیکھا تھا کہ جب آپؐ کو عمرہ سے روک دیا گیا۔ آپؐ نے احرام کھولنے کا حکم فرمایا اور حلق کرنے کا فرمایا۔ اس موقع پر صحابہ کرام بہت زیادہ غمگین تھے ان کو سکون عطا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو یہ خواب دکھایا جس میں بشارت تھی کہ آپؐ عمرہ ضرور کریں گے اور بیت اللہ کا طواف کریں گے۔ چنانچہ اس سے صحابہ کرام کو راحت اور سکون ملا۔٧

منتخب مصادر حدیث میں اس حوالے سے کوئی روایت نہیں ملتی جس میں اس خواب کا ذکر ہو۔

شرکاء کی تعداد

ابن ہشام حدیبیہ کے اس سفر میں شریک لوگوں کی تعداد میں دو قول ذکر فرماتے ہیں:

- سات سو۔ اور اس قول کی وجہ بھی وہی بتائی گئی ہے کہ ستر اونٹ ساتھ تھے ہدی کے طور پر اور ہر اونٹ دس آدمیوں کی طرف سے تھا۔
- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول روایت کے مطابق چودہ سو تعداد تھی۔٨

ابن سعدؒ تین اقوال ذکر فرماتے ہیں جن میں سے ایک قول چودہ سو کا ہی ہے۔ جبکہ دیگر دو اقوال میں سے ایک قول سولہ سو کا جبکہ دوسرا قول پندرہ سو پچیس کا ہے۔٩

علامہ حلبیؒ نے شرکاء حدیبیہ کی تعداد میں کل سات اقوال نقل کئے ہیں جن میں تین ماقبل میں مذکور اقوال کے ساتھ ساتھ چار اور اقوال یہ ہیں:

- تیرہ سو
- سولہ سو

- پندرہ سو[10]

منتخب مصادر حدیث میں شرکاءحدیبیہ کی تعداد کے حوالے سے چار قول ملتے ہیں:

- پہلے قول کے مطابق شرکا کی تعداد تقریباایک ہزار یاایک ہزار سے زائد ہے۔ یہ قول صحیح بخاری[11]، سنن ابو داود[12] اور سنن نسائی[13] میں مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے منقول ہے۔
- دوسرا قول اس میں چودہ سو کی تعداد کا ہے۔ یہ قول صحیح بخاری[14] میں حضرت براء بن عازب اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔ صحیح مسلم[15] میں یہ قول حضرت جابر اور ابن اکوع رضی اللہ عنہما سے نقل کیا گیا ہے۔
- تیسرا قول پندرہ سو کی تعداد کا ہے۔ یہ قول بھی صحیح بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی منقول ہے[16]۔ سنن ابو داود میں یہ روایت حضرت مجمع بن جاریہ انصاری سے مروی ہے[17]۔
- چوتھا قول حدیبیہ کے شرکاء کی تعداد میں تیرہ سو کی تعداد کا ہے۔ صحیح بخاری کی اس روایت کے راوی حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ فرماتے ہیں کہ درخت والے یعنی حدیبیہ والے لوگ تیرہ سو تھے[18]۔

شرکاء کی تعداد کے حوالے سے مصادر حدیث میں چار قول موجود ہیں۔ ایک ہزار یا ایک ہزار سے زائد، تیرہ سو، چودہ سو یا چودہ سو سے زائد اور پندرہ سو۔ ایک ہزار یا ایک ہزار سے زائد کے قول کے علاوہ باقی تینوں اقوال مصادر سیرت میں بھی موجود ہیں۔ البتہ ایک ہزار یا ایک ہزار سے زائد کی تعداد کا قول صرف مصادر حدیث میں ہی مذکور ہے۔ مصادر سیرت میں موجود باقی چار قول سات سو، پندرہ سو پچیس، سولہ سو اور سترہ سو کے ہیں۔ یہ اقوال مصادر حدیث میں موجود نہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بخاری کی شرح فتح الباری میں مصادر حدیث میں موجود ان اقوال کے درمیان تطبیق دی ہے۔ ان کے نزدیک اصحاب حدیبیہ کی تعداد چودہ سو سے کچھ زائد تھی۔ سو جنہوں نے پندرہ سو کہا انہوں نے کسر کو پورا کیا اور جو چودہ سو تعداد بتلاتے ہیں انہوں نے کسر کو لغو کیا اور پورا چودہ سو بیان کر دیا لیکن تیرہ سو والی روایت جس کے راوی حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ ہیں اس کے بارے میں حافظ ابن حجر تین رائے پیش کرتے ہیں، یا تو حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ کو تمام لوگوں کے بارے میں صحیح علم نہیں ہو سکا۔ یا پھر جس وقت مدینہ سے روانہ ہوئے تھے تب ان کی تعداد تیرہ سو تھی بعد میں راستے میں کچھ اور لوگ بھی ساتھ ملتے گئے اور تعداد چودہ سو سے بھی زائد ہو گئی۔ یا پھر یوں تھا کہ اس قافلے میں لڑنے والے لوگوں کی تعداد تیرہ سو تھی اس کے علاوہ باقی غلام، بچے یا عورتیں تھیں۔

باقی رہی مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم والی روایت جس میں ایک ہزار سے زائد کی تعداد آئی ہے تو اس کے بارے میں حافظ صاحب فرماتے ہیں ایک ہزار وہ لوگ تھے جو آپؐ سے بیعت کے وقت موجود تھے اس سے جو زائد تھے وہ بوقت بیعت موجود نہیں تھے جیسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔ اور فرماتے ہیں کہ ویسے بھی حدیث میں بضع عشر مائۃ کے الفاظ آئے ہیں اور بضع کا اطلاق چار اور پانچ پر بھی ہوتا ہے تو عشر مائۃ ایک ہزار اور چار یا پانچ سو پر بضع صادق آئے گا تو کوئی تعارض نہیں رہتا۔

مصادر سیرت میں ایک قول سات سو کا بھی اور اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ستر اونٹ قربان کیے گئے تھے اور ہر اونٹ دس آدمیوں کی طرف سے تھا۔ حافظ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ یہ قول درست نہیں کیونکہ ستر اونٹوں کے علاوہ بھی جانور ساتھ تھے جنہیں قربان کیا گیا تھا۔ اور کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو احرام میں نہیں تھے۔ اس لیے یہ کہنا کہ ستر اونٹ تھے لہذا ان کی تعداد سات سو تھی درست نہیں[19]۔

وفود کا تبادلہ

آپ ﷺ اس لشکر کے ساتھ حدیبیہ پہنچے۔ مشرکین آپ ﷺ کو مکہ تک پہنچنے نہیں دینا چاہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے مقام پر تشریف فرما تھے جب دونوں جانب سے وفود کا تبادلہ ہونے لگا۔ مشرکین کی جانب سے بدیل بن ورقاء، حلیس بن علقمہ، مکرز بن حفص اور عروہ بن مسعود ثقفی یکے بار دیگرے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنے کی وجہ پوچھی۔ آپ ﷺ نے سب کو یہی بتلایا کہ ہم عمرہ کرنے کی غرض سے آئے ہیں۔ سیرت ابن ہشام[20]، طبقات ابن سعد[21] اور سیرت حلبیہ[22] میں ان تینوں کی آمد کا تذکرہ موجود ہے البتہ مذکورہ مصادر میں ان افراد کے آنے کی ترتیب میں اختلاف ضرور موجود ہے۔ مصادر حدیث میں صحیح بخاری کی روایت میں ان افراد کی آمد کا تذکرہ ملتا ہے[23]۔

مشرکین کے وفود کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے نمائندے مکہ والوں کو بھیجے۔ خراش بن امیہ کو بلایا اور مکہ والوں کی طرف اس کا قاصد بنا کر بھیجا گیا۔ مشرکین نے اسے قتل کرنے کی کوشش کی، لیکن وہ بھاگ کر پیغمبر اسلام کے پاس پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ بھیجا۔ ابتدا میں، پیغمبر اسلام حضرت عمر کو قاصد بنا کر بھیجنا چاہتے تھے، لیکن انہوں نے اپنی حفاظت کے خدشات کا حوالہ دیتے ہوئے انکار کر دیا۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو رسول بنا کر بھیجا۔[24] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آپؐ نے قاصد بنا کر مکہ بھیجا تاکہ مکہ والوں پر یہ بات واضح کر دیں کہ وہ عمرہ کرنے آئے ہیں لڑائی کے ارادے سے نہیں آئے۔ حضرت عثمان کو مکہ میں کس وقت بھیجا گیا اس بات کی صراحت صحاح ستہ میں نہیں ملتی۔ صحاح ستہ میں صحیح بخاری[25] اور سنن ترمذی[26] کی روایات میں صرف اتنی بات ملتی ہے کہ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے حضرت عثمان کو سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ مکہ گئے۔ وہاں قریش کے سرداروں سے ملے اور آپ ﷺ کا پیغام ان تک پہنچایا۔ قریش نے حضرت عثمان کو مکہ میں روک لیا اور مسلمانوں تک یہ خبر پہنچی کہ انہیں شہید کر دیا گیا ہے[27]۔ اس موقعے پر حضرت عثمان بھی مکہ گئے اور ان کے علاوہ دس صحابہ کرام بھی رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے کر مکہ داخل ہو گے تاکہ اپنے عزیز و اقارب اور رشتہ داروں سے مل کر ان کی خیریت دریافت کر سکیں۔ مسلمانوں تک یہ افواہ پہنچی کہ قریش نے حضرت عثمان کو بھی شہید کر دیا ہے اور ان کے ساتھ مکہ میں داخل ہونے والے دس صحابہ بھی شہید کر دیئے گئے ہیں۔[28]۔ صحاح ستہ میں اس بارے میں کوئی

ایسی روایت موجود نہیں کہ جس میں یہ بات موجود ہو یا اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہو کہ مسلمانوں تک حضرت عثمان کی شہادت کی خبر پہنچی۔

بیعت رضوان

حضرت عثمان کی شہادت کی خبر سن کر آپ ﷺ نے مسلمانوں کو بیعت کے لیے بلایا۔ مسلمان آپ ﷺ سے بیعت کرنے لگے۔ نبی پاک ﷺ نے صحابہ کرام سے بیعت موت پر لی تھی یا نا بھاگنے پر، اس بابت روایات میں اختلاف پایا گیا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ بن زید اور حضرت سلمہ بن اکوع سے منقول ہے کہ آپؐ نے موت پر بیعت لی تھی[۲۹]۔ جبکہ صحیح مسلم[۳۰]، سنن نسائی[۳۱] اور سنن ترمذی[۳۲] میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے آپؐ سے نہ بھاگنے پر بیعت کی تھی موت پر نہیں۔

روایات کے اس اختلاف میں حافظ ابن حجرؒ نے یوں تطبیق دی ہے کہ نا بھاگنا اور موت دونوں ایک دوسرے کو لازم ملزوم ہے۔ موت کا مطلب بھی یہی ہے کہ مر تو جائیں گے لیکن آپؐ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔[۳۳]

صلح نامہ

قریش کو مسلمانوں کی اس بیعت کی خبر ملی تو گھبرا گئے اور صلح کی کوشش کرنے لگے۔ اس سلسلے میں قریش کے وفود آنے لگے اور بالآخر صلح کی شرائط لکھی جانے لگیں۔ منتخب مصادر سیرت و حدیث میں مذکور شرائط درج ذیل ہیں:

متفقہ شرائط

شرائط صلح میں سے درج ذیل شرائط وہ ہیں جن پر مصادر سیرت[۳۴] و حدیث[۳۵] کا اتفاق ہے:

- مسلمان اس سال بغیر عمرہ کئے واپس جائیں گے اور اگلے سال آکر عمرہ کریں گے۔
- اگلے سال مسلمان صرف تین دن کے لیے مکہ میں رہیں گے۔
- مسلمانوں کے پاس جو ہتھیار ہونگے وہ غلاف میں بند رہیں گے۔
- اگر کوئی کافر مسلمان ہو کر مدینہ جائے گا تو مسلمان اسے واپس کریں گے اور اگر کوئی مسلمان کافر ہو کر قریش کے پاس جائے گا تو وہ اسے واپس نہیں کریں گے۔

اس کے علاوہ وہ شرائط جو صرف مصادر سیرت میں موجود ہیں وہ درج ذیل ہیں:

- یہ معاہدہ دس سال کے لیے ہو گا اور ایک قول کے مطابق دو یا چار سال کی مدت کا بیان ہے[۳۶]۔
- قبائل میں سے جو قبیلہ مسلمانوں اور قریش میں سے جس کا حلیف بننا چاہے بن سکتا ہے[۳۷]۔

قربانی اور حلق

ان حالات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو سر منڈوانے اور قربانی کرنے کا حکم دیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اسے تین بار دہرایا لیکن کوئی اس کے لیے نہیں اٹھا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اپنے خیمے میں تشریف لے گئے۔ اس نے اس سے پوچھا کہ کیا ہوا ہے، اور کئی بار پوچھنے کے بعد، اس نے اسے بتایا کہ مسلمانوں نے اس کے حکم پر عمل نہیں کیا اور صرف اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ حضرت ام سلمہؓ نے ان سے درخواست کی کہ وہ مسلمانوں پر الزام نہ لگائیں، کیونکہ امن معاہدہ ان کے لیے مشکل تھا۔ اس نے اسے مشورہ دیا کہ وہ باہر جا کر قربانی کرے اور کسی سے بات کیے بغیر سر منڈوائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نصیحت قبول کی اور آگے بڑھے۔ پھر اس نے حضرت خراش بن امیہ کو سر منڈوانے کے لیے بلایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کو دیکھ کر، دوسرے مسلمانوں نے جلدی سے اپنے جانوروں کو ذبح کر کے اور اپنے سر منڈوائے۔ بعض نے اپنے گلے بھی منڈوائے۔[۳۸، ۳۹]

نبی پاک ﷺ کے اس حکم کی تعمیل نہ کرنے کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ نے چند احتمال پیش کئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے صحابہ کرام نے آپؐ کے اس حکم کو ندب پر محمول کیا ہو۔ یا دوسرا احتمال یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صحابہ کرام شاید اس امید میں تھے کہ آپؐ پر وحی نازل ہو جائے جس میں اس صلح کے ابطال کا حکم ہو۔[۴۰] رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پر انیس یا بیس دن قیام فرمایا اور واپس مدینہ تشریف لے آئے۔[۴۱]

حوالہ جات

---

[۱] ڈاکٹر نعیم انور الازہری وڈاکٹر شاہدہ تسنیم مغل، العرفان ششماہی علمی و تحقیقی مجلہ، جنوری-جون ۲۰۱۹ء

[۲] ابن ہشام، عبد الملک بن ہشام، السیرۃ النبویۃ لابن ہشام المعروف سیرت ابن ہشام (بیروت: مکتبہ دار الکتب العربی، سطن)، ج۳ ص ۲۵۵

[۳] ابن سعد، احمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، المعروف طبقات ابن سعد، (بیروت: مکتبہ دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۰ء)، ج ۲ ص ۷۶

[۴] حلبی، علی بن برھان الدین، انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون، المعروف سیرۃ حلبیہ، (مصر: مطبعہ محمد علی صبیح میدان الازہر، ۱۹۳۵ء)، ج۳ ص ۱۰

[۵] القرآن، سورۃ الفتح، آیت نمبر ۲۷

[۶] ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم المعروف تفسیر ابن کثیر، (مکتبہ دار طیبہ)۔ ج ۷ ص ۳۵۶

[۷] کشمیری، انور شاہ، فیض الباری علی صحیح البخاری، (بیروت: مکتبہ دار الکتب العلمیہ)، ج۴ ص ۱۲۱

[۸] سیرت ابن ہشام، ج۳ ص ۲۵۶

[۹] طبقات ابن سعد، ج ۲ ص ۷۳

[۱۰] سیرت حلبیہ، ج۳ ص ۱۱

[۱۱] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، (مصر: لسلطانیہ، بالمطبعہ الکبری الامیریہ، ۱۳۱۱ھ)، کتاب المغازی، حدیث نمبر ۴۱۵۷، ج ۵ ص ۱۲۳

[۱۲] ابو داود، سلیمان بن اشعث، سنن ابو داود، (بیروت: المکتبہ العصریہ، ۱۴۳۱ھ)، کتاب الجهاد، حدیث نمبر ۲۷۶۵، ج۳ ص ۸۵

[۱۳] ابو عبد الرحمن، احمد بن شعیب النسائی، السنن الکبری، (بیروت: مؤسسہ الرسالہ، ۱۴۲۱ھ-۲۰۰۱م) کتاب المناسک، حدیث نمبر ۳۷۷۳، ج۴ ص ۶۲

[14] صحیح بخاری، کتاب المغازی، حدیث نمبر ۴۱۵۰، ج ۵ ص ۱۲۲

[15] مسلم بن حجاج، الصحیح لمسلم، (القاہرہ: مطبعہ عیسی البابی الحلبی وشرکاہ، ۱۳۷۴ھ-۱۹۵۵م)، کتاب الامارۃ، حدیث نمبر ۱۸۰۷، ج ۳ ص ۱۴۳۳

[16] صحیح بخاری، کتاب المغازی، حدیث نمبر ۴۱۵۲، ج ۵ ص ۱۲۳

[17] سنن ابو داود، کتاب الخراج، حدیث نمبر ۳۰۱۵، ج ۳ ص ۱۶۰

[18] صحیح بخاری، کتاب المغازی، حدیث نمبر ۴۱۵۵، ج ۵ ص ۱۲۳

[19] عسقلانی، ابن حجر، احمد بن علی، فتح الباری بشرح صحیح الامام ابی عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری، (سعودیہ العربیہ: مکتبۃ الملک فہد الوطنیہ)، ج ۷ ص ۵۰۵

[20] سیرت ابن ہشام، ج ۳ ص ۲۵۸

[21] طبقات ابن سعد، ج ۲ ص ۷۳

[22] سیرت حلبیہ، ج ۳ ص ۱۴

[23] صحیح بخاری کتاب الشروط، ج ۳ ص ۱۹۳ حدیث نمبر ۲۷۳۱

[24] سیرت ابن ہشام، ج ۳ ص ۲۶۱

[25] صحیح بخاری کتاب المغازی ج ۵ ص ۹۸،۹۹ حدیث نمبر ۴۰۶۶

[26] الترمذی، ابو عیسی، محمد بن عیسی بن سَورۃ بن موسی بن الضحاک، (مصر: شرکہ مکتبہ ومطبعہ مصطفی البابی الحلبی، ۱۳۹۵ھ-۱۹۷۵م) الطبعہ الثانیہ، کتاب المناقب عن الرسول اللہ ﷺ حدیث نمبر ۳۷۰۶

[27] سیرت ابن ہشام، ج ۳ ص ۲۶۱

[28] سیرت حلبیہ، ج ۳ ص ۱۸

[29] صحیح بخاری کتاب المغازی، ج ۵ ص ۱۶۵ حدیث نمبر ۴۱۶۷،۶۹

[30] صحیح مسلم کتاب الامارۃ، ج ۳ ص ۱۴۸۳ حدیث نمبر ۱۸۵۶

[31] سنن نسائی کتاب البیعۃ، ج ۷ ص ۱۷۲ حدیث نمبر ۷۷۳۱

[32] سنن ترمذی کتاب السیر عن الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۴ ص ۱۵۰، حدیث نمبر ۱۵۹۴

[33] فتح الباری ج ۶ ص ۱۳۷

[34] سیرت ابن ہشام، ج ۳ ص ۲۶۳

[35] صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر ج ۳ ص ۱۴۱۰ حدیث نمبر ۱۷۸۳

[36] سیرت حلبیہ، ج ۳، ص ۲۴

[37] سیرت ابن ہشام، ج ۳ ص ۲۶۳

[38] سیرت حلبیہ، ج ۳، ص ۲۷

[39] صحیح بخاری، کتاب الشروط، ج ۳ ص ۱۹۶، حدیث نمبر ۲۷۳۱

[40] فتح الباری، ج ۵ ص ۴۰۹

[41] سیرت حلبیہ، ج ۳ ص ۲۷